

ĪQĀN- Vol: 02, Issue: 04, Jun-2020 DOI: 10.36755/iqan.v2i04.143 PP: 01-16

#### OPEN ACCESS

*IQAN* pISSN: 2617-3336

eISSN: 2617-3700 www.iqan.com.pk

# علم التذكير بالآثار القديمه كاقرآني تصور اور آركيالوجي كي نقتر استشراق مين علمي حيثيت

The Quranic concept of admonition from Tadhkīr bil-āthār-alqadīmah and academic status archaeology in the criticism of orientalism

#### \*Saeed al Haq

PhD. Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan.

#### \*\*Dr. Saleh uddin

Chairman, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan.

#### Version of Record

Received: 12-Jan-20 Accepted: 01-Jun-20 Online/Print: 30-Jun-20 ABSTRACT

'Elm-al-Tadhkīr be-Ayyām illāh is a sub kind of usūl-al-tafseīr (principles of exegesis). It is also known as 'elm-al-qaṣaṣ which is also defined as a branch of history studies. The history and events of the prophets and their nations are mentioned in Quran. From this history, Quran invite us to gain admonition. Tadhkīr bil-āthār-al-qadīmah is a sub branch of 'elm-al-Tadhkīr by-Ayyām illāh. In Arab, many relics exists about the Quranic history, which shows the history and culture of ancient Arabs. Archeology is one of authenticating tool and source of history. Modern research archaeology encompassed and found many lost nations and their history as well as. Therefore, orientalists excavated the Quranic historical sites and discovered many relics for research. They compiled research on their discoveries and criticized the Quranic history. Orientalists like Dan Gibsan, Nickelson wrote famous books on Quranic history and geography in the light of archaeological researches. There is a great significance and academic status of archaeological research especially in modern renaissance of classical history. In the light of this subject, the archeology has great importance for the Quranic ancient's history and the criticism of orientalist's theories about the mentioned history. This paper discussed about the Quranic concept of admonition regarding archeology and its academic status in the criticism of the Oriental's theories.

**Keywords**: 'Elm-al-Tadhkīr be-Ayyām illāh, Archology, Geography, Yemeni Studies, Qur'anic Sites, Admonition, Tadhkīr bil-āthār-al-qadīmah, Orientalist.



#### تعارف:

و وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ الله <sup>5</sup>

"اوران کواللہ کے دن یاد دلا"

قرآن کریم میں نذکیر بایام اللہ کے کئی اسالیب ہیں جن میں ایک اسلوب تذکیر بالآثارِ القدیمہ ہے، جس کا مطلب قدیم اقوام کے آثارِ قدیمہ سے عبرت اور نصیحت حاصل کرنا ہے۔ قرآنِ کریم نے مختلف پیرائے میں عبرت انگیز واقعات کے تناظر میں اقوامِ سابقہ کے باقی ماندہ آثارِ قدیمہ کا تذکرہ کیا ہے جن سے قرآن کریم کا مقصود ان آثار سے عبرت انگیزی اور نصیحت آ موزی کی دعوت ہے۔ عبد حاضر میں ارضِ قرآن کے آثارِ قدیمہ کی معنویت ایک مسلم حقیقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستشر قین میں سے آثار قدیمہ کے ماہرین نے جغرافیہ قرآن سے وابستہ مقامات کے آثار کی کھدائی کرکے اُن سے منسوب قصصِ قرآن کی تاریخیت پر نقد کیا ہے 6 اور اس کے نتیج میں انھوں نے کئی مسلمہ حقائق سے انکار کیا ہے۔ اس سلسلے میں مستشر قین نے قوم عاد و ثمود کی تاریخ کو افسانہ قرار دیا ہے، 7 اس طرح مدین واصحاب مدین کی تاریخ کو مشکوک بنایا ہے۔ 8

<sup>1</sup> شاہ ولی اللہ ﷺ نزدیک <sup>دع</sup>لوم خمسہ 'سے مرادیہ پانچ قرآنی علوم ہیں: علم الاحکام، علم الجدل، علم التذکیر بآلاءاللہ، علم التذکیر بایام اللہ اور علم التذکیر بالموت وما بعد الموت دو بکھیے: شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم، **الفوز الکبیر فی اُصول التفسیر** (القاھر ق: دار الصحوق ۱۹۸۲ء)، ۳۰. 2 ایفناً ۲۹.

3 السيوطي، عبدالرحلن بن اني بكر، **إلا تقان في علوم القرآن** (القاهرة: الصيئة المصرية العامة للكتاب، ١٩٧٢ء)، ١٠٠٠ · ١٩٠٨.

4سيوباروي، حفظ الرحمان، فق**ص القرآن** (كراچي: دارالا شاعت، ۱۰ • ۲ء)، ۱۳.

5 ابراهيم: ۵.

<sup>&</sup>lt;sup>6</sup>Gibson, Dan, *Quranic Geography* (Canada: Independent Scholars Press, 2011), 11.

<sup>&</sup>lt;sup>7</sup>Ibid.

<sup>&</sup>lt;sup>8</sup>Burton, Richard, *The Gold-Mines of Midian* (London: C. Kegan Paul, 1878), 10

کہ مکر مہ کو پیٹریا اور شہود کو نبطی قوم کی تھیوری پیش کی ہے۔ 2 نیز سید نااسا عیل علیہ السلام کی قربان گاہ کو منی کے بجائے موریاہ قرار دینے کا تصور قائم کیا ہے۔ 3 اس طرح کئی تصورات ہیں جو زیادہ ترآ فار قدیمہ پر تحقیق کے نتیج میں رونماہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں مستشرق ڈان گیبسن (Dan Gibson) کی تحقیقات بہت معروف ہیں، مثلاً واصور عامی ارض قرآن کے ہر مقام کی جغرافیائی تاریخ پر تحقیقات آفار قدیمہ کی اس قدر اہمیت ہے کہ اس موضوع پر مستقل اکیڈ میاں قائم ہیں بلکہ ارض قرآن کے ہر مقام کی جغرافیائی تاریخ پر تحقیقات ہورہی ہیں، مثلاً مغرب میں مطالعہ یمینات 'Yemeni Studies' کی جامعات میں با قاعدہ مستقل شعبہ جات ہیں۔ یمن کو جغرافیہ پر تحقیق کے لئے مستشر قین کو آفار قدیمہ کے جو کتبات اور مسودات جغرافیہ پر تحقیق کے لئے مستشر قین نے یمن کو گئی اسفار کے نتیج میں مستشر قین کو آفار قدیمہ کے جو کتبات اور مسودات ملے وہ یورپ کی یو نیورسٹیوں اور عجاب گھروں میں محفوظ پڑے ہیں۔ ان پر وہ تحقیقات کرتے ہوئے تاریخ مدون کی جارہی ہے جو مشکم نظر نظر سے قرآنی تاریخ کو منح کرنے متراوف ہے، اس کا اندازہ مستشر قین کی انھی کتابوں سے ہوتا ہے۔ 6 صرف یمن نہیں بلکہ دیگر سبجی مقامات ور ان کی آفار قدیمہ پر مشہور مستشر قین کی انہی کتاب کسمی ہے۔ اس طرح جغرافیہ قرآن و دیکر مقامات اور ان کی آ فار قدیمہ پر تحقیق کو اس یہ قیاس کیا جائے۔ مستشر قین کی ان شکالات کے تقیدی مطالعے کے لئے جغرافیہ قرآن کے آفار قدیمہ کی انہیت اور معنویت اور میر پر بڑھ جاتی ہے۔ مستشر قین کی ان اشکالات کے تقیدی مطالعے کے لئے جغرافیہ قرآن کے آفار قدیمہ کی انہیت اور معنویت اور میں پر بڑھ جاتی ہے۔ مستشر قین کی ان اشکالات کے تقیدی مطالعے کے لئے جغرافیہ قرآن کے آفار قدیمہ کی انہیت اور معنویت اور میں پر بڑھ جاتی ہے۔

## تذكير بأيام الله وتذكير بالآثار القديمه كامفهوم اوراس كاقرآني تصور:

قرآن کریم میں مختلف قصص کابنیادی مقصد تاری سے عبرت انگیزی ہے، اقوام سابقہ میں کسی کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد قرآن کریم اس قوم میں انبیائے کرام کے معتقدین کے اچھے وبرے انجام سے عبرت دلاتا ہے۔ اصولِ تفییر میں اس کے لئے 'علم التذکیر بایام اللہ'کی اصطلاح استعال ہوئی ہے۔ علم تذکیر بایام اللہ کے قرآنی تصور بارے شاہ ولی اللہ کھتے ہیں:

"علم التذكير بأيام الله وهو بيان تلك الوقائع والحوادث التي أحدثها الله تعالى إنعاماً على المطيعين ونكالا

<sup>&</sup>lt;sup>1</sup> Gibsan, Dan, Early Islamic Qiblas, 113.

<sup>&</sup>lt;sup>2</sup> Gibsan, Dan, *Quranic Geography*, 132.

<sup>&</sup>lt;sup>3</sup> John, L. McKenzie's Dic. of the Bible (London: Geoffrey Chapman, 1984), 586.

<sup>&</sup>lt;sup>4</sup> Gibson, Dan, *Quranic Geography: A Survey and Evaluation of the Geographical References in the Qur'an with Suggested Solutions for Various Problems and Issues* (Ottawa: Independent Scholars Press, 2011).

<sup>5</sup> https://www.aiys.org (accessed 15 April, 2020).

<sup>&</sup>lt;sup>6</sup> Philby, J. B., *The Land Of Midian* (John Bridger: Harry St., 1955), 127.

<sup>&</sup>lt;sup>7</sup> Burton, Richard, *The Gold-Mines of Midian*, 283.

للمجرمين كقصص الأنبياء عليهم الصلوات والتسليمات ومواقف شعوبهم وأقوامهم معهم

"نند كير بايام الله سے مراد ان واقعات اور حوادث كابيان ہے جواطاعت كرنے والوں پر انعام كے طور پر اور مجر موں پر عذاب كے طور پر وار د ہوئے تھے جيسا كه انساء عليهم السلام كے واقعات كے ساتھ، ان كے قبيلوں واقوام كے مقامات"

قرآن کریم میں اقوام عاد، ثمود، لوط، اصحاب مدین اور قوم شعیب وغیرہ کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ تذکرہ جات دراصل ننذ کیر بایام اللہ'
کے ہی مضامین ہیں۔ قرآن کریم میں تذکیر بایام اللہ کو قصص قرآن کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔ گویا کہ قصص قرآنی اقوام سابقہ
کے حالات اور احوال بیان کرتے ہوئے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ انبیاء اور اقوام سابقین کے ان واقعات کو قرآن کریم
نے موعظت اور نصیحت کا ذریعہ قرار دیا ہے، جبیبا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَوَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحُقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِين "2" "اور ہم رسولوں کے احوال میں سے تہیں ان کے قصاس لئے بیان کرتے ہیں کہ ہم تہمارے دل کو تقویت دیں اور ان قصوں میں جو حق بات ہے وہ آپ تک بہی جی ہے، اور ان (قرآنی قصص اور تاریخ) میں مؤمنوں کے لئے تصیحت اور باد دہانی ہے"

مذکورہ آیات سے بی بات معلوم ہوئی کہ قرآنی کریم میں جو قصص وواقعات مذکور ہیں ان واقعات کا حکمت وفلسفہ یہی ہے کہ لوگوں کو عبرت دلایا جائے اور اصطلاح میں اس عبرت دلانے کو 'تذکیر بایام اللہ' کہا جاتا ہے تاکہ اس طرح کے برے اعمال سے لوگ پر ہیز کریں جن کی وجہ سے یہ قومیں ہلاک ہوئی تھیں۔ قرآن کریم میں 'تذکیر بایام اللہ' کا دوسرااسلوب 'تذکیر باباتار القدیمہ 'ہے، یعنی قدیم اقوام کے آثار قدیمہ سے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کی دعوت کا اسلوب۔ 'تذکیر بایام اللہ' کے ضمن میں تذکیر باباتار القدیمہ ، 'علوم القرآن 'کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ آر کیالوجی ( Archaeology ) ایک وسیح المقاصد شعبہ ہے جس میں انسانی ارتقاء سے کر تہذیب و تدن اور ان کے احوال جاننے کے لئے ان کے آثار کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے، چاہے وہ ان کے قلع اور کھنڈرات ہوں یا ان کے آثار قدیمہ ، جس سے اس فن اور اس علم کی ایمیت اور عصری ضرورت کا اندازہ لگتا ہے۔ قرآنِ کریم نے جا بجا عبرت انگیز واقعات کے تناظر میں اقوام سابقہ کے باقی ماندہ آثار قدیمہ کا تذکرہ کیا ہے، جس سے اس فن اور اس علم کی کا تذکرہ کیا ہے، جس سے قرآن کریم کا مقصود ان آثار سے عبرت انگیز واقعات کے تناظر میں اقوام سابقہ کے باقی ماندہ آثار قدیمہ کا تذکرہ کیا ہے، جس سے قرآن کریم کی گئم قلوب یَفقِلُونَ کِھا آؤ آذانٌ یَسْمَعُونَ کِھا فَا کُونَ کُی فَالْ السُدُور ' گئی فی الصُدُور کیا گئم فی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا ہے فی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا گئم فی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا کہ قدیمہ کی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا کہ قدیمہ کی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا کہ قدیمہ کی قوام کی تعمَدی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا کہ تعمَدی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا کہ تعمَدی الْفُلُوبُ الَّتی فی الصُدُور کیا کہ تعمَدی الْفُلُوبُ الَّتِی فی الصُدُور کیا کہ تو کیا کہ تعمَدی الْفُلُوبُ اللّٰ فی الصُدُور کیا کہ کیا ہو کا کھور کیا کہ کو کیا گئم کی الْفُلُوبُ اللّٰ کہ اللّٰ کہ کو کیا کیا کہ کیا کہ کو کیا کھور کیا کہ کو کیا گئی کیا گئی کیا گئی کیا کہ کو کیا ہو کیا گئی کو کیا گئی کیا گئی کو کیا گئی کیا گئی کیا گئی کو کیا گئی کیا گئی کیا گئی کیا کہ کو کیا گئی کیا کیا کہ کو کیا کیا کہ کو کیا کی کیا کیا کہ کو کیا کیا کیا کیا کیا کیا کو کیا کیا کیا کیا کو کیا کیا کیا کیا کیا کیا کیا کیا کیا کہ کیا کیا کی

''سو کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن ہے یہ سمجھنے لگتے پاکان ایسے ہو جاتے جن سے

أشاه ولى الله ، الفوز الكبير في اصول التفسير ، ٢٩.

<sup>&</sup>lt;sup>2</sup>هود:۱۲۰.

<sup>3</sup>الحج:٢٨.

یہ سننے لگتے۔اصل یہ ہے کہ آٹکھیں اند ھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہے وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں" اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آرکیالوجی انسان کی نصحیت اور موعظت کے لئے ایک اہم فن ہے، جس کے نہ سمجھنے اور نہ دیکھنے کی وجہ سے انسان اقوام سابقہ سے کیے عبرت حاصل کرے گا؟ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا عبد المماجد دریا بادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" جغرافیہ، تاریخ، اثریات (آرکیالوجی) کاعلم اگر محض علم اور فن کی حیثیت سے نہیں بلکہ عبرت پذیری کی غرض سے پڑھا جائے تو داخل عبادت ہے۔ سبق و موعظت حاصل کرنے کی جلّه دل ہے، ارشادیہ ہورہا ہے کہ ان نہ سبجھنے والوں کے دل ہی اندھے ہوگئے ہیں، ظامری آنکھول سے دیکھتے سب پچھ ہیں، گزشتہ برباد قوموں کے حالات اور ان کی تہذیب و تدن بھی، لیکن سبق ان سے پچھ نہیں حاصل کرتے "1

قرآن کریم نے کئی مقامات پران کم شدہ اقوم کے تاریخی آثار سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، یہاں تک کہ ان کے کوؤں سے بھی عبرت لینے کی نصیحت کی ہے۔ار شاد باری تعالی ہے:

° فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَبِئْر مُعَطَّلَةٍ وَقَصْر مَشِيدٍ°° 2

'' کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر ڈالا جو نا فر مان تھیں سووہ اپنی چھوّں پر گری پڑی ہیں اور کتنے ہی بے کار کوئیں اور بہت سے قلعی چونے کے محل (بھی)''

مولا ناعبدالماجد دريا بادي اس آيت كي تفيير ميں رقم طراز ہيں:

'' یعنی وہ بڑی بڑی مہذب و متمدن ، پُر قوت وپُر شوکت ، دولت و تمول والی قومیں تباہ و بے نشان ہی ہو کررہیں اور ان کے علوم و فنون ، ان کے صناعی وانجنیئری ، ان کی سپاہ اور ان کی خوش تدبیریاں کوئی بھی ہلاکت سے آڑے نہ آسکیں۔ ان کے ٹوٹے ہوئے قلعے اور محل اور ان کے اجڑے ہوئے کنوئیں ، اب تک ان کے گزشتہ تمدن کی نشاند ہی کررہے ہیں 'بِقْدٍ مُعَطَّلَةٍ 'کو خصوصی طور پر ذکر کیا کیونکہ کنووں کو قدیم تمدن ومعاشرت میں مرسزی اہمیت حاصل تھی ''3

مذکورہ قرآنی اور مفسرین کی آراء سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبرت انگیزی اور قدیم اقوام کی تاریخ کی احیائے جدید کے لئے آٹار قدیمہ کی بڑی اہمیت ہے۔ خطہ عرب کی گم شدہ اقوام یعنی عرب بائدہ کی تہذیب و ثقافت کا اندازہ ان اقوام کے جائے سکونت پر ان کے آٹار کی تحقیق سے ہوسکتا ہے۔ مششر قین نے مقاماتِ بائبل پر اثری تحقیقات کے بعد تاریخ قرآن کو مشکوک بنانے کے لئے ارض قرآن کے تقدیق آٹار قدیمہ پر تحقیقات کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ آج ان کی دریافت کردہ آٹار قدیمہ سے قرآنی حقائق کی تصدیق ہورہی ہے۔ مفسرین نے آرکیا لوجی کے اس قرآنی تصور کی بنیاد پر اس کو ایک مستقل فن شار کیا ہے۔ جدید دور میں مستشر قین اور مغربی

<sup>&</sup>lt;sup>1</sup> دريابادي، عبدالماجد، **تفسير ماجدي** (لا هور: پاک سمپنی، سن) ۸۰۸ د.

<sup>&</sup>lt;sup>2</sup>الحج:۵م.

<sup>&</sup>lt;sup>3</sup>وريابادى،عبدالماجد، **تفسير ماجدى، ۸ •** 2.

مفکرین کی آر کیالو جیکل تحقیقات کی وجہ سے آر کیالوجی کو نہ صرف یہ کہ علمی حیثیت حاصل ہے بلکہ ایک مسلم حقیقت بن چکا ہے۔ تاریخ جغرافیہ قرآن کے آثار قدیمہ پر شخقیق کی عصری معنویت:

مذکورہ استشراتی اہداف و مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآنی تاریخ اور قدیم کم شدہ اقوام کو سیجھنے اور استشراتی رجانات کے تقیدی جائزے کے علم آثارِ قدیمہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ علم آثارِ قدیمہ کی وجہ سے قدیم تاریخوں کی احیاء کرکے پوشیدہ حقائق سے پر دہ اٹھایا گیا ہے۔ اس ضمن میں اُن تاریخی مقامات اور اقوام کی تہذیب و ثقافت کی از سر نو تدوین کی گئی ہے، جن کا تعلق قرآن کریم سے ہے۔ غیر عبرت کے جن آثار ونشانات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، عصرِ حاضر میں اس علم کی ہدولت ہونے والی تحقیقات نے قرآن کریم میں مذکور اشخاص اور مقامات کی تفصیل اور وضاحت مہیا کی ہے۔ اس وجہ سے آج کے دور میں کسی مفسر کے لئے تفسیر کرنے کے لئے آر کیالوجی کا جاننا ضروری ہے، غانم قدوری الجمد لکھتے ہیں:

"والمفسر في زماننا محتاج إلى العلوم الخمسة عشر التي ذكرناها: وقد يكون مفيدا لمفسر القرآن في عصرنا أن يكون على اطلاع على ما تأكد من تاريخ الأمم القديمة التي أسهم علم الآثار في الكشف عن بعض أخبارها كما أن معرفته بالمواقع الجغرافية التي ذكرت في القرآن يمكن أن يكون مفيدا في الكشف عن معنى كثير من الآيات الكريمة 200

"ہمارے زمانے میں مفسر کو پندرہ علوم میں مہارت کی ضرورت ہے جن کو ہم نے ذکر کیا ہے، موجودہ زمانے میں مفسر کے لئے یہ بات مفید ہے کہ اس کو گزشتہ امتوں کی تاریخ کا علم ہو جس کی بعض خبر ول اور معلومات کی وضاحت علم الا ثار کے ذریعے ہوئی ہے۔ جیسا کہ اس کی معرفت ان جغرافیائی مقامات کے ذریعے ہوتی ہے جن کاذکر قرآن کریم نے کیا ہے، ان کی بدولت قرآن کریم کی بہت کی آیات کے معانی واضح ہوتے ہیں"

تاریخ اور لغت کے حوالے سے کئی اشکالات سامنے آ رہے تھے جن کا کوئی معقول جواب نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن اس علم کی وجہ سے وہ تاریخی اور لغوی اشکالات ختم ہورہے ہیں، جس کی مثال دیتے ہوئے محمد بن عبدالرزاق مُرد لکھتے ہیں :

"وكم معضلة تاريخية ولغوية حسمت بفضل هذا العلم وها هي كلمة فرعون التي لا يجهل اليوم الأحداث معناها ذهب المتقدمون من علماء اللغة في تفسيرها مذاهب حتى قام علماء الآثار فأظهروا وثائق تثبت أنها لقب كل من ملك مصر 300

" کتنے ہی تاریخی اور لغوی مشکلات ہیں جو اس علم کی ہدولت حل ہوئے ہیں۔ لفظ فرعون کی مثال لیجئے جس کے معنی سے آج کے نوجوانان ناواقف نہیں ہے، متقد مین علاء لغت کے اس کی تفسیر میں کئی مذاہب ہیں یہاں تک ماہرین آثار نے

احد، محد سعيد، علم الآثارك تناظر مين منتخب قرآني آثار كاجائزه، جهات الاسلام، نمبر. ا (٢٠١٢)، ٩٠.

2 الحمد ، غانم قدوری ، محاضرات فی علوم القرآن (ممان : دار عمار ، ۲۰۰۰ ء ) ، ۲۲۴ .

<sup>3</sup>گرُّه، محمه بن عبدالرزاق، خططالشام (دمشق: مکتبة النوری، ۱۹۸۳ء)، ۲: ۱۷۱.

اليے وشيقے اور دستاويزات ظاہر كئے جن سے بيد حقيقت ثابت ہوئى كد فرعون ، شاو مصر كالقب ہوا كرتا تھا"

بہت سے قرآنی حقائق عصر حاضر کے آرکیالوجی نے حل کئے۔ قرآن نے جن حقائق اور جن تواریخ کی طرف اشارہ کیا،اس علم کے ذریعے جدید کھدائیوں نے پوشیدہ رازوں سے پر دہ اٹھا کران قرآنی حقائق پر تصدیق ثبت کی، جو قرآن کریم کا علمی و تاریخی اعجاز ہے، جس کی کئی مثالیس ہیں۔ صاحب اساس القرآن شیخ سعید حوی اس کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"السحر قديم فقد كان في زمن سليمان عليه السلام وكان قبل في زمن موسى كما ذكر القرآن وكان في قوم صالح وهم قبل إبراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام إذ إنهم قالوا لصالح إنمًا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ أي المسحورين على المشهور كل هذا يدل على أن السحر كان موجودا قديما وقد جاءت الحفريات وجاء علم الآثار ودراسة تاريخ الأقوام فأعطى المزيد في هذا الشأن

"جادو قدیم عمل ہے یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بھی اس کا وجود تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اس کا وجود تھا، جیسا کہ قرآن کریم نے اس کا تذکرہ کیا ہے، قوم صالح اور قوم ابراہیم میں بھی اس کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ قوم صالح نے اُن (صالح علیہ السلام) سے کہا تھا کہ آپ اُن لوگوں میں سے ہیں، جن پر جادو کیا گیا ہے۔ یہ سب امور اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جادو قدیم زمانے سے موجود رہا ہے اور جب علم آثار اور اقوام کی تاریخ کا مطالعہ ہونے لگا توان (علوم) نے اس امرکی مزید وضاحت کردی"

آر کیالوجی کی ضرورت واہمیت اور اس کی مسلمہ حقیقت کے باوجود بعض عرب علاء کاایک گروہ اس سے انکاری ہے اور اس کی بنیاد پر تاریخ کی سختی سے نفی کرتا ہے۔ <sup>2</sup> اُن کا خیال ہے کہ اس سے شرک اور بت پر سی کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ اس مکتب فکر کے مشہور اہل علم شخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن بازؓ، 3 شخ محمد بن صالح العثیمین ؓ 4 ورشخ صالح الفوزان 5 نے سختی سے اس کی تردید کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

\* ولو كان إحياؤها أو زيارتما أمرا مشروعا لفعله النبي صلى الله عليه وسلم \* 6

6الضاً، ٩.

<sup>&</sup>lt;sup>1</sup> حوى، شيخ سعيد ، **الأساس في التفسير ( قابر ه : دار الكتاب ، ١٥ • ٢ ء ) ، ١ : ٢٣٧ .** 

<sup>2</sup>اس فریق کی رائے ہیہ ہے کہ آثار کی احیاء کا اہتمام اور ان کو بجائب گھروں میں محفوظ رکھنے سے شرک کا خطرہ ہے بالخصوص بتوں اور مجیموں کو محفوظ کرنے اور ان کی تعظیم بت پرستی ہے اور خیر القرون میں اس طرح کے آثار جمع کرنے کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے ، اس لئے ان آثار کو محفوظ کرنے کے بجائے ان کو گرا کر ختم کرناچا ہے۔ دیکھیے: ہبدان، محمد بن عبداللہ، تعظیم الآثار رویے پیشر عبید (دمشق: مکتبۃ الدلیل، ۲۰۱۲ء)، ۳۰.

<sup>3</sup> ابن باز، عبد العزيز بن عبد الله، مجموع الفتاوي ومقالات متنوعة (الرياض: دار القاسم، ١٣٢٠ه)، ٣: ٣٣٩.

<sup>&</sup>lt;sup>4</sup> لعثیمین، محدین صالح، **مجوع الفتاوی والرسائل (**الریاض: دارالوطن، ۱۳۱۳هه) ۱۱۲:۲۱۴.

<sup>&</sup>lt;sup>5</sup>هبدان، محد بن عبدالله، تعظیم الآثار رؤیه شرعیة، ۹.

"الران (آثار) كي احياء اور زيارت مشروع كابوتاتونبي كريم التويين ضرور كرتے تھے"

اس کے برعکس علاء و محققین کے ایک گروہ نے اس علم کی اہمیت اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر اس کی حوصلہ افنرائی فرمائی ہے، بالخصوص عہد حاضر میں اس فن کی عصری معنویت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس وقت استشراتی فکر نے دین اسلام کے مسلمہ تاریخ کو آثارِ قدیمہ پر تحقیقات کے نتیج میں ہدف تنقید بنایا ہے جس کا جواب مسلمانوں کی وین ذمہ داری ہے۔ مکہ مکرمہ کے مفتی اور قاضی ھانی بن عبداللہ الجبیر آثارِ قدیمہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں :

و فقد حث القرآن الكريم على السير في الأرض للنظر فيها والتأمل في عاقبة المكذبين للرسل وأصحاب الأديان الباطلة فقال تعالى: قُلْ سِيرُواْ فِي الأَرْضِ ثُمَّ انظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ، وقال تعالى: قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَاً الْخُلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وما أشبه ذلك من الآيات الكثيرة التي تدل على هذا المعنى ومن المعلوم أن قراءة أخبارهم من الكتب والتطلع إلى معرفة بطلان أدياغم لا تقل أهمية عن النظر في آثارهم وعليه؛ فلا نرى حرجا في ذلك لمن أمن على نفسه التأثر بجم والانقياد إلى ضلالاتهم  $^{3*6}$ 

" تر آن کریم نے غور و فکر کرنے اور انبیا، کرام علیہم السلام کی تکذیب کرنے والوں اور ادیانِ باطلہ والوں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کے لئے زمین میں چلنے پھرنے کی ترغیب حکم دی ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: کہہ دیجے! تم زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہے، دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے کہا کہ: کہہ دیجے! تم زمین میں سیر کرو پس دیکھو کسے اللہ نے تخلیق کی ابتدا، کی پھر اللہ دوسری مرتبہ پیدا کرمے کھڑا کرے گا، بلاشبہ دیجے! تم زمین میں سیر کرو پس دیکھو کسے اللہ نے تخلیق کی ابتدا، کی پھر اللہ دوسری مرتبہ پیدا کرمے کھڑا کرے گا، بلاشبہ اللہ مجیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے، اور اس طرح کی قرآن کریم میں بہت ہی آیات اس معنی پر دلالت کرتی میں بہت ہی آیات اس معنی پر دلالت کرتی میں۔ یہ بات معلوم ہے کہ کتابوں سے ان کے حالات پڑھنا اور ان کے ادیان کا بطلان جاننا، ان کے آثار میں غور و فکر کرنے سے کم درجے کا عمل نہیں ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اس میں ایسے شخص کے لئے کوئی حرج نظر نہیں آتا جو ان سے متاثر ہونے والانہ ہو اور نہ ہی ان کی گمر اہوں میں متلا ہونے کا اندرشہ رکھتا ہو "

عصر جدید میں مغربی ماہرین آثارِ قدیمہ نے اقوام قرآن اور ان کی تاریخ و آثار کا بالغور مطالعہ کرتے ہوئے طرح طرح کے شبہات و اعتراضات وارد کیے ہیں اس لئے اب مسلمانوں کو اس فن کی تحقیق وند قبق میں غور وخوض سے کام لینا چاہئے معاندین کے شبہات کا جواب دے کر قرآنی بیانات کی حقانیت کو واضح کرنا چاہیے ناکہ ان کی عصری تحقیقات کے ایجابی و سلبی اثرات کا شکار ہونا چاہیے۔علامہ سید سلیمان ندوئی اس فن پر اہل مغرب کی تحقیق کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

<sup>&</sup>lt;sup>1</sup>الًا نعام: ١١.

<sup>2</sup>العنكبوت: ۲۰.

<sup>3</sup> التركى، عبدالمحسن بن حمر ، **التحذير من تعظيم الآثار غير المشروعة (**القاهرة: الدار الحديثة ، ١٢٠٠٠)، ١٢.

''مقام عبرت ہے کہ ہماری مذہبی کتاب کی تحقیق وکاوش میں بھی اغیار نہایت کو شش و جانفثانی سے مصروف ہیں۔ جرمن، فرخچ، اٹالین اور انگلش مستشر قین نے ''تاریخ اسلام'' پر محققانہ کتابیں لکھیں۔ یو نانی ورومانی تصفیفات سے جو عرب قبل اسلام کے حالات سے پُر ہیں۔انتخاب وخلاصہ کیا۔قرآن مجیدنے جن اقوام وبلاد کاذکر کیاہے ان کے کھنڈروں کا مشاہدہ کیا،ان کے کتبات کو حل کیااوران سے عجیب وغریب نتائج مشنبط کیے''

يه بات قابل غور ہے كه بعض مفسرين نے اس ميدان ميں حدسے بڑھ كر تفردات سے كام ليا ہے جو جمہور كے نزديك م ركز قابل قبول نہيں ہیں۔ جيساكه شخ طنطاو كُنَّ قرآنى آيت 'لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى 'كميں 'وَمَا تَحْتَ الثَّرَى 'كَا تفير كرتے ہوئے لكھے ہيں:

"أن قوله تعالى وَمَا تَحْتَ الثَّرَى تحريض للمسلمين على دراسة علوم المصريين التي تظهر الآن تحت الثرى وأن الأمم الأوربية اليوم تقرأ علمًا يسمى علم الآثار المصرية"3"

"الله تعالى مح قول: وما تحت الثرى، ميں مسلمانوں كواس بات كى ترغيب ہے كه ان علوم المصريين كوسيكھيں جو موجودہ زمانے ميں زمين مح ينچے سے ظاہر ہوئے ہيں۔ آج يور پي اقوام بھى ايك علم كا مطالعہ كرتى ہيں جے علم الآثار المصرية (شہروں كى باقيات كاعلم ياآر كيالوجى) كہتے ہيں"

قرآنی آیات میں آثار قدیمہ سے عبرت انگیزی کا نصور اور معاصر دور میں اس پر تحقیقات کے بڑھتے ہوئے رجمان کا آپس میں گہرا تعلق ہے کہ قرآن نے جن اقوام کے باقی ماندہ آثار کو صراحتاً یا اشار تا تذکیر کاذر بعد بنانے کی ترغیب دی ہے" اثری محقیقات (Archaeological Research)" اور جدید اکتثافات سے اس کو بہت تقویت مل رہی ہے جسے قرآن کریم کا علمی اعجاز ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِجدید میں قرآن فہمی کے لئے علم الآثار کی تفہیم اور جغرافیہ قرآن کی تاریخ و تدن کی احیائے جدید کے لیے اس علم کی ضرورت ہے۔ گرچہ قدیم مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس فن کی ضرورت اور اہمیت کو اس دور کے مطابق واضح کیا تھا، کہنا ہم فی زمانہ متاخرین پر بھی اس کی اہمیت مسلم ہے۔

### نقداستشراق میں آر کیالوجی کی علمی حیثیت:

عصر حاضر کی اثری تحقیقات کی روشنی میں آر کیالوجی کی اہمیت کا احساس دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ قرآن کریم کی د فاع اور اس کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے اس علم سے استفادے کی ضرورت ہے۔ اہل علم نے اس فن کی اہمیت کو اجا گر کرنے اور اس کی ضرورت کی

<sup>&</sup>lt;sup>1</sup>ندوی،سید سلیمان، **تاریخ ارض القرآن** ( کراچی : مجلسِ نشریاتِ اسلام، س ن)، ۱۲.

<sup>2</sup>ط:۲.

<sup>&</sup>lt;sup>3</sup>فعد بن عبدالرحمن، **اتجاهات التفسير في القرن الرابع عشر** (المملكة العربية السعودية: رئاسة ادارات البحوث العلمية والا فناء، ۱۹۸۲ و)، ۲۲۸:۲ 4 طبر ي، محمد بن جرير، ت**فسير الطبري جامع البيان**،ت. أحمد محمد شاكر (قاهره: مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۰ ء)،۱۸: ۳۹۷.

طرف توجہ مبذول کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس علم سے بے اعتنائی کی کیفیت پر افسوس اور اس کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے سید سلیمان ندوی کھتے ہیں :

"اس موضوع کی اہمیت اور ضرورت سے شاید کسی مسلمان کو انکار ہوگا۔ قرآن مجید میں عرب کے بیمیوں قوموں، شہر وں اور مقامات کے نام ہیں جن کی ہر قتم کی صحیح تاریخ سے نہ صرف عوام بلکہ علاء تک ناواقف ہیں اور نہایت عجیب بات ہے کہ تیرہ سوبرسوں میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہیں لکھی گئی۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانوں کو ان حالات سے ناوا قفیت رہی اور دوسری طرف غیر وں کو انہیں افسانہ (legend) کہنے کی جرات ہوئی"

قدیم اقوام کے آثار قدیمہ کے بارے میں قرآنی آیات کو ذکر کرتے ہوئے مفسرین نے اس موضوع پر بحث کی ہے۔ جس میں آرکیالوجی کی ضرورت اور اس کی عصری معنویت پر گفتگو کی گئی ہے، ایک طرف اگریہ آثار موعظت اور نصیحت کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف یہ عہدِ حاضر میں استشراقی فکر کے شبہات کا بنیادی ماخذہ، جس کا جواب جغرافیہ قرآن اور آرکیالوجی کی جدید تحقیقات کے تناظر میں دینا مسلمان محقین کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ مولانا عبد الماجد دریا بادگ قرآن کریم کی آیت: وَکَمْ أَهْلَکْمُنَا مِنْ قَرْیَةٍ بَطِرَتُ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمُ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَکُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ کی تفسر میں قدیم تہذیوں کے آثارِ قدیمہ سے عبرت حاصل کرنے اور اس کو بطور فن متعارف کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"جغرافیہ، تاریخ، اثریات (آرکیالوجی) کاعلم اگر محض علم اور فن کی حثیت سے نہیں بلکہ عبرت پذیری کی غرض سے پڑھا جائے تو داخل عبادت ہے۔ سبق وموعظت حاصل کرنے کی جگہ دل ہے، ارشادیہ ہورہا ہے کہ ان نہ سبجھنے والوں کے دل ہی اندھے ہوگئے ہیں، ظاہری آ کھوں سے دیکھتے سب پچھ ہیں۔ گزشتہ برباد قوموں کے حالات اور ان کی تہذیب و تدن بھی، لیکن سبق ان سے پچھ نہیں حاصل کرتے "3

جدید دور میں آرکیالوجی ایک مستقل سائنس کی شکل میں اجر کر سامنے آچکا ہے جس کی وجہ سے اغذ واستفادے کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس وقت کا نقاضا یہ ہے کہ قرآنی خقائق کی تصدیق کے لئے دیگر مستند ذرائع کے ساتھ ساتھ ،آرکیالوجی کا عملی اظہار بھی کیا جائے۔ یہ آج کے دور کی ایک بنیادی ضرورت ہے کیوں کہ مستشر قین کا طریقہ تشکیک ہی بہی ہے۔ انھوں نے 'آثاریاتی تحقیق" کے نام پر قرآن کریم کی تاریخ پر علمی حملے کئے جس کے جواب کے لئے آرکیالوجی کو بحثیت علم پڑھنااور سمجھ کران شبہات کا جواب دینا عصر جدید کی ایک علمی ضرورت ہے۔ مستشر قین کے لئے حیرت کی بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو تاریخ بیان کیا ہے اُن کے آثاریاتی تحقیق ہیں : حقیق کے نام پر تحریف کی مستشر قانہ روش کے بارے سید سلیمان ندوی کی گھتے ہیں :

<sup>&</sup>lt;sup>1</sup>ندوی،سید سلیمان، **تاریخارض القرآن**، ۱۱.

<sup>2</sup>القصص: ۵۸.

<sup>&</sup>lt;sup>3</sup>عبدالماجد دريابادي، ت**فسير ماجدي**، ۸ • ۷.

"تاہم وہ (آرکیالوجیکل تحقیق کرنے والے) مسلمان نہیں، یہودی یاعیسائی ہیں، انہوں نے نہایت بے دردی سے قرآن کے فوائد کو پامال کیا ہے، بعض متعصب مستشر قین نے ان معلومات کو غلط طور سے قرآن کی مخالفت میں استعال کیا ہے۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں ریونڈ فارسٹر (Forster) نے Historical Geography of Arab لکھ کر اپنی جہالت کے عجیب وغریب نمونے پیش کے جن کویڑھ کر کبھی ہنی اور کبھی روناآتا ہے۔''

اس لئے اس حقیقت سے انکار نہیں کہ قرآنی علوم کے ایک طالب علم کو دیگر علوم کے ساتھ آرکیالوجی کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اس علم کو قرآن کا خادم اور تا بع سمجھ کرآیات کی تفسیر کرنی چا ہیے۔ تاہم کسی مقام پر بھی ان تفسیلات کے سبب قرآن کا مقصود اصلی عبرت وموعظت نگاہوں سے او جھل نہ رہے اور مر عوبیت اور احساس کمتری کا عضر بھی نہ آنے پائے۔ ان اثری اکتشافات کو قرآن مجید کے تابع کر کے بیش کیا جائے۔ اس علم کی اہمیت کو مد نظر رکھ اس کا سہارا لیتے ہوئے مستشر قین نے تاریخ قرآن پر حملہ کرنے ور تشکیک پیدا کرنے کی مذموم کو ششیں کی ہیں۔ جیسا کہ ڈان گیبسن، جس نے قرآنی جغرافیہ میں آرکیالوجی کی بنیاد پر تحقیقات کی ہیں، کی کتاب کے مندر جات اس کی دلیل ہیں۔ 2

### قرآنی آثارِ قدیمه کی کھدائیوں کااستشراقی رجحان اوراس کاتاریخی پس منظر:

اگر دیکھا جائے کہ مستشر قین میں اس رجمان کو کیسے پروان چڑھااور آ فاریاتی تحقیق کامستشر قین کی تحقیقات میں پس منظر کیارہا؟ تو یہ بات واضح ہوگی کہ ابتداء میں آفاریاتی تحقیق اور کھدائی کا کام ۲۱ کاء میں مقاماتِ تورات کو دریافت کرنے کے لئے شروع ہوالیکن پول کہ قرآن اور تورات دونوں کے درمیان مشترک بھی ہیں، اس لئے پچھ عرصہ بعد قرآنی جغرافیہ کی آفاریاتی تحقیق میں بھی مستشر قین کی دلچپی بڑھتی گئی۔

سرزمین عرب میں سب سے پہلے آثاریات کے ماہرین کا وفد ڈنمارک سے آیا جنہوں نے اسلامی ممالک میں ان آثار کا قریب سے مشاہدہ کیا اور اس کی خبریورپ لے گئے۔ <sup>3</sup> جس کے بعد مختلف وفود عرب ممالک آئے اور یہاں سے مختلف تاریخی اور ثقافتی آثار کو جمع کرکے یورپ لے گئے۔ وہاں انھوں نے ان آثار پر تحقیق کرکے قرآنی تاریخ پر نقد کرنے لگے۔ ابتدائی طور پر بیہ تحقیق تورات کے مختلف اماکن پر تھی 4 ہستہ آہتہ تحقیق میں جدت اور ترقی آتی رہی اور وہ تورات کے ساتھ قرآنی آثار پر بھی تحقیق کرنے لگے۔

<sup>1</sup> ندوی، سید سلیمان، **تاریخ ارض القرآن**، ۱۲.

<sup>&</sup>lt;sup>2</sup>Gibson, Dan, *Quranic Geography*, 11.

<sup>3</sup> فلب بيٹی، **تاریخ عرب** (لاہور:الفیصل ناشران، ۱۵۰۰ء)، ۲۰.

<sup>4</sup> الاسعد، محد، مستشر تون في علم الآثار: كيف قر أواالألواح وكتبواالماريخ (بيروت: دارالمسعى والدارالعربيه، ١٠١٠ع)، ٥.

آ ثار قدیمہ کی کھدائی کے کام کو بام عروج تک پہنچانے میں بطور ترغیب فریدریک دیلیتش (Friedrich Delitzsch) کے وہ دو لیچر تھے جواس نے ۱۹۰۲ء میں جرمنی کے شہر برلن میں دیے تھے۔ یہاں تک کہ خود جرمنی کے صدر نے فریدریک دیلیتش کے ان لیچرز کو سانے کا مطالبہ کیا۔<sup>2</sup>

چنانچہ ان کے مطالبے پر فریدریک دیلیتش کے ان کی گرز کو شاہی قصر میں بیان کیا گیا جس کی وجہ سے ان کی اس قدر شہرت ہوئی کہ اس کے مجموعے کے ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہوئے۔ یہ لیچر زاور پھر ان کا مجموعہ کتاب ایک جدید دریافت تھاجس میں تورات کے اہم واقعات کے حوالے سے جدید انری اور تخطیطی اکتشافات کی طرف اشارہ دیا گیا تھا، جو خط السامری میں لکھے ہوئے تھے۔ آن لیچرز نے تورات کے محققین میں سے ایک بڑے گروہ کو آر کیالو جیکل تحقیق پر ابھارا۔ ان میں آشوری تاریخ کے لئے آشوری آثار قدیمہ ورار کتبات کی اہمیت کو اجا گر کیا گیا ہے۔ آس تمہید کو بنیاد بناتے ہوئے اثری اکتشافات اور تحقیقات ، جر من استشر اق کا ایک حصہ قرار پیا۔ جرمنی سے تعلق رکھنے والے مستشر قین نے ۱۸۳۰ء سے ۱۹۳۰ء تک مختلف لغات کے تقابل اور لغوی منج کے تفقہ کو آثار قدیمہ کی اثری تحقیقات کو پروان پڑھایا۔ 6

اس طرز تحقیق نے استشراق کے بورپی مراکز اور ان کے قدیم استشراقی تصورات کو بدل ڈالا آیباں تک کہ ایڈورڈ سعید (۲۰۰۳ء) کو بھی یہ کہنا پڑا کہ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۸ء تک کی 'تاریخ آشوری' کو میں اکتفافات اثریہ کی برکت سے جانتا ہے اور میرے معاصر بھی اس وجہ سے جانتے ہیں۔ 8 آہتہ آہتہ تورات کے علاوہ دیگر تہذیبوں کے حوالے سے بھی اثری تحقیقات شروع ہوئیں اور مختلف النوع اکتشافات ہوئے۔ بعض مستشر قین کے مطابق ہندی، آشوری اور سومری تہذیب پر جدید تحقیقات نے قدیم استشر اتی تصورات ختم

<sup>1</sup> فریدریک دیلیتش یادیلیچ جرمن مستشرق ہیں، • ۱۸۵ کو جرمنی میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۲ کو فوت ہوئے، آپ السیات اور آثاریات کے بڑے ماہر تھے، آثاریاتی کھدائیوں کے رجحان کوعام کرنے میں آپ کا نبیادی کر دار رہاہے۔

2 محد الاسعد، مستشر قون في علم الآثار، ٤.

3 مليتش، فريدريك، **بابل والكتاب المقدس**، مترجم: اربرينا حداد ( دمشق: العربي للنشر، ١٩٨٧ء)، ٣٨٨٠.

4 شوری دریائے دجلہ وفرات کے ساتھ ایک تہذیب اور سلطنت تھی جوع وج پاکر مختلف ممالک تک تک پھیلی ہوئی تھی۔ ابتدامیں اس کامر کزعراق کاشہر اشور تھا، چنانچہ اس نام سے مشہور ہوئے۔ دیکھیے: عصفور ، محمد اُبوالمحاس ، معالم تاریخ الشرق الادني القديم (بیروت: دار النھصنة العربیة ، س) )،

۲۹۲. تورات کے مطابق آشور پیر کے جدامجد آشور (Asshur)، سام بن نوح علیہ السلام کابیٹا تھا۔ دیکھیے: ت**کوین، ۱**۲:۱۰.

<sup>5</sup>فريدريك ديليتش، **بابل والكتاب المقدس، ۳۸**۴.

<sup>6</sup>Suzanne, Marchand, *German Orientalism and the Decline of west*, proceeding of the American philosophical society 145, no. 4 (2001), 469.

<sup>7</sup> محمد الاسعد، مستشر قون في علم الآثار، ٤.

<sup>&</sup>lt;sup>8</sup>Marchand, Suzanne, German Orientalism and the Decline of west, 469.

کرنے میں اہم کر دار اداکیا <sup>1</sup>اور اُن محتقین کے لئے میدان بناباجو تورات کے علاوہ دیگر مقد س کتابوں اور مذہبی آ فار کے یا ہمی تعلق کو مشکوک تناظر میں دکھتے تھے۔2

### آثار قرآنیہ بر تحققات کے استشراقی مقاصد:

منتشر قین نے تاریخ کیاحیائے جدید مبیں خاص مقاصد کی بنیادیرار عن قرآن پر کھدائی کاکام کیا، اس سلسلے کی بنیادی مقصد قرآنی تاریخ کو غلط اور مشکوک بنانے اور تورات کی برتری کے ساتھ ساتھ مغرب کی علمی تفوق اور برتری ثابت کرنا ہے۔ مغربی محققین کاخیال ہے کہ ہمیں دنیا پر ہر قتم کی فوقیت حاصل ہو اس مقصد کے لئے وہ علمی لحاظ سے بھی ترقی حاصل کرنے کے لئے آر کمالوجی کا سہارا لیتے۔منتشر قین کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ ہے کہ علوم کا معیار اور پہانہ تورات ہے۔اس لئے وہ آر کیالوجی سے بائبل کی تاریخ کو صحیح اور قرآن کی تاریخ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ مثلًا مقام اِرَم کو انھوں نے دریافت کیاہے لیکن وہ اس کو عبر 'کے نام سے ماد کرتے ہیں جس کو یہود کے ایک قبیلے سے مربوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ 3حالاں کہ بیا عاد کے جداعلی إرُم کا شہ ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے۔4

معاصر محقق على بن نالف الشحو داس ام كى تائيد كرتے ہوئے لکھتے ہيں :

"وأصبح من الواضح أن المستشرقين والاثاريين الغربيين جعلوا كل جهودهم في إثبات أن التوراة هي الأصل وهو المقياس وأن علم الآثار ليس إلا وسيلة للوصول إلى مقولات التوراة وأصبح نص هذا الكتاب بالنسبة لهم مقدساً إلهياً لا يحتمل الخطأ حتى وإن أخطأ علم الآثار أو أصاب فإن التوراة لا تخطئ وهي الأصح وهي القانون الذي يقاس به أي اكتشاف أو أي نظرية تاريخية تخص أرض فلسطين "56 " به بات واضح ہوئی کہ مستشر قین اور مغربی ماہرین آثار بات نے اس بات کو ثابت کرنے میں پوری کو شش صرف کی ہے کہ اصل اور بیانہ تورات ہے اور تورت کی تاریخ تک پہنچنے کاوسلیہ علم الآثار کے ماسوا کچھ نہیں ہے۔ نیز اس کتاب کے مندر جات مقدس والہامی ہونے کی نسبت سے خطاکااخمال نہیں رکھتے یہاں تک کدا گر علم الآثار میں غلطی ہو جائے یاوہ درستی کو پہنچے تب بھی تورات میں کسی قتم کی غلطی نہیں آتی ہے کیونکہ توارات ہی سب سے صیح ہے اور یہی وہ قانون ہے جس پر کسی بھی اکتشاف باایسے تاریخی نظر یہ کو قباس کیا حاسکتا ہے، جس سے ارض فلسطین خاص قرار ہاتی ہے ''

فرید دیلیتش بابل اور *کت*اب مقدس کے مقدمے میں لکھتے ہیں :

<sup>1</sup> محمد الاسعد، مستشر قون في علم الآثار، ٤. <sup>2</sup>فريدريك ديليتش ، **بابل والكياب المقدس**، ۴۵۷.

<sup>&</sup>lt;sup>3</sup>Clapp, Nicolas, *The Road to Ubar* (New York: Mariner Book, 1999), 237.

<sup>4</sup> أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادِه إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِه الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِه ؛ الْغِر : ٧ - ٨ <sup>5</sup>الشحود، على بن نايف، **موسوعة الرد على المذاهب الفكرية المعاصرة (بير**وت: دارالقلم، ١٠٠٠) ٣٦:٢۴٠.

"ان دور دراز اور پُر خطر علاقوں میں ان تمام اثری کوششوں کے کرنے کا سبب کیا ہے؟ اور ان ہزار سالوں کی پرانی ڈھیلوں اور پہاڑوں تہد بہ تہد کھدائی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جہاں پر نہ سونا ہے نہ چاندی پھر کیوں ان مقامات پر قوموں کے آثار کی کھدائی میں لوگ ایک دوسرے سے مقابلے میں آگے بڑھنے کی کوشش کررہے ہیں؟ وہ کونی چیز تھی جس نے لوگوں کو بحر محیط کے دونوں کناروں پر زیادہ اہتمام کرنے اور بابل وآشو کے علاقے کی کھدائی میں قربانی کی طرف تنارلوں میں دھکھلا؟"

فرید دیلیتش خود یقین اور پنجنگی کے ساتھ ان سوالات کاجواب مخضراً بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

"ان آثار کی کھدائی اس لئے کی جاتی ہے کہ کتاب مقدس میں جواخبار اور واقعات ہیں، کیا بید درست ہیں یا نہیں" ا

گزشتہ سطور کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کھدائیوں کے سیاسی مقاصد ہیں اور وہ ہے مغرب کی علمی تفوق، جس کے لئے مستشر قین ان تاریخی مقامات کی کھدائیاں کرکے وہاں مکتشف آثار قدیمہ پر مختلف کندہ تحریرات اور تہذیبی آثار کے تناظر میں تاریخ کی احیائے جدید کرتے رہے ہیں لیکن انھوں نے آرکیالوجی سے تاریخ کی شخصیق کے نام پر تورات کے واقعات اور ان کے اساء کا تعارف ذکر کیا جب کہ قرآن کریم جو تورات کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے اور اس میں مذکورہ مقامات اور اقوام سابقہ کی تاریخی تصورات، جو ایک واضح اور بے غبار تاریخ ہے، اس کو ہدف تنقید بنایا۔ وفاع قرآن کے لئے مسلمانوں کو اس علم کا پھنااور مستشر قین کے آثاریاتی تقید ات کا جواب دینا مسلمان اہل علم کی ذمہ داری ہے۔ چانچہ فرانسیمی، انگریزی اور امریکی استشراق نے جدید تحقیقات کے ساتھ ساتھ استعاری ضرور توں کے د باؤاور خوف کی وجہ سے قدیم استشراق کے ور قرار رکھا۔ <sup>2</sup> چا ہیے تو یہ کہ ماہرین ان اکتفافات اثریہ اور قدیم تہذیب کے کتبوں کی روشنی میں تورات کے واقعات کی تغلیط اور یو نانی ور وی تہذیب کی نصوصِ مصادر کی عدم شوت کا تذکرہ کرتے، لیکن اس کے برعکس بہی تحقیقات ان نصوص اور ان تہذیبوں کو خاب کرنے کا ذریعہ بنیں۔ 3

اس طرح ابتداء میں بیدلوگ تورات اور دیگر تہذیبوں پر تحقیقات کررہے تھے 4 کیکن بعدازاں اس تحقیق کارخ ارض قرآن اور تاریخ قرآن کی طرف مڑگیا اور اس میدان میں ایس تحقیقات کیں کہ قرآن کریم کی تاریخ کو ہدف تنقید تھہرایا۔ بیداثری تحقیقات تورات کے علاوہ دیگر مذہبی مصادر میں قراء آت ، لہجات اور لغات کی بنیاد پر تشویش اور تشکیک پیدا کرنے کا وسیلہ بنیں۔ ان تحقیقات کا تنقیدی مطالعہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے عصر جدید میں اس ضرورت کو مد نظر رکھ تذکیر بالاثار القدیمہ کی معنویت عیاں ہوتی

<del>ہ</del>۔

<sup>3</sup>فریدریک دیلیتش ، بابل والکتاب المقدس ، ۸.

<sup>1</sup> فريدريك ديليتش، **بابل والكتاب المقدس، ۵**.

<sup>&</sup>lt;sup>2</sup>Frederick N. Bohrer, *Inventing Assyria: Exoticism and Reception in Nineteenth Century England and France, the Art Bulletin* 80, no. 2 (1998), 377.

## نتائج بحث:

مندرجہ بالامعروضات سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں :

1۔ تذکیر با ہام اللہ کے قرآنی اسلوب اور اس کی مختلف قسموں کا مقصد عبرت انگیزی اور نصیحت آ موزی ہے۔

2- آ ٹارِ قدیمہ کی اثری تحقیقات اور جدید اکتثافات سے قرآنی بیانات کی تصدیق ہوتی ہے اور اس تصور کے مقاصد کو تقویت ملتی ہے۔ 3- مغربی ماہرینِ آرکیالوجی نے مختلف مقامات پر آ ٹارِ قدیمہ کی کھدائی کرکے حاصل شدہ اکتثافات پر جدید احیاء کے تاریخ کی بناء رکھی ہے۔

4۔ قرآن فہمی کے لئے آرکیالوبی کا جاننا ضروری ہے کیوں کہ قرآن کریم میں جن مقامات کا تذکرہ آیا ہے اس وقت اس کا صرف آ ثار قدیمہ موجود ہیں اور قرآن نے تباہ شدہ اقوام کے باقی ماندہ آ ثار سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی ہے۔ جدید تحقیقات سے اس تضور کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ قرآن کریم نے قدیم اقوام کے جن مقامات اور اشخاص کے نام ذکر کی ہیں جدید اثری تحقیقات نے اس کے لئے شواہد فراہم کئے۔ علاوہ ازیں مستشر قین نے قرآنی آ ثارِ قدیمہ کی کھدائی کرکے ان سے جڑے تاریخی واقعات پر نقد کیا ہے جس کے نتیجے میں انھوں نے کئی مسلمہ حقائق کا انکار کیا ہے۔

5۔ تاریخ جغرافیہ قرآن پر مستشر قین کی اثری تحقیقات کا مقصد قرآنی تاریخ پر تقید ہے تا ہم ان کی تحقیق سے قرآن کے تصورِ تاریخ کی توثیق ہوتی ہوئے اس کی غلط تعبیر پیش کرتے ہیں جس توثیق ہوتی جارہی ہے جو قرآن کریم کا علمی اعجاز ہے۔ تاہم مستشر قین خیانت سے کام لیتے ہوئے اس کی غلط تعبیر پیش کرتے ہیں جس کے علمی نقد کے لئے آر کیالوجی سمجھنااس وقت کی اہم ضرورت ہے۔

6۔ یہ قرآن کریم کااعجاز ہے کہ آجان کی دریافت کردہ آغار قدیمہ سے قرآنی حقائق کی تصدیق ہورہی ہے۔ مفسرین نے آرکیالوجی کے اس قرآنی تصور کی بنیاد پر اس کوایک مستقل فن شار کیا ہے۔ جدید دور میں مستشر قین اور مغربی مفکرین کی آرکیالوجی کی تحقیقات کی وجہ سے آرکیالوجی کو نہ صرف ہیر کہ علمی حیثیت حاصل ہے بلکہ ایک مسلم حقیقت بن چکا ہے۔

#### سفارشات:

1 - علوم القرآن کی کتابوں میں جواقسام ذکر کی جاتی ہے ان میں قرآن فہمی کے لئے آر کیالوجی کی ضرورت واہمیت کو شامل کرنا چاہئے۔ بالخصوص یو نیورسٹیوں کے نصاب میں علوم القرآن کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں قرآ نیات پر آر کیالوجی کی جدید تحقیقات شامل ہونی چاہئیں۔اس طرح اس فن کے بارے میں جانے کے لئے اس کے مبادیات کو نصاب میں شامل کرنا چاہئے۔ بالخصوص اس فن کے تناظر میں علوم اسلامیہ پر تخصص کرنے والے کو اس فن کے اصطلاحات کا علم ہو۔

2۔ جغرافیہ قرآن کے جملہ مباحث پر مقالہ نگار کا پی ایج ڈی مقالہ بعنوان' جغرافیہ قرآن کی تاریخ و تدن پر استشراقی رجانات کا تقیدی مطالعہ: آثارِ قدیمہ پر تحقیقات کے تناظر میں' ہے لیکن اس طرح جغرافیہ حدیث اور جغرافیہ سیرت پر آرکیالوجی کی بنیاد پر مستشر قین کے رجانات پر پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کام کرنے کی ضرورت ہے۔

### علم التذكير بالآثار القديمه كاقرآني تصور

3۔ مقامات بائبل پر آرکیالوجی کی بنیاد پر تحقیقات ہوئی ہیں جن میں وہ شخصیات اور مقامات جن کا کوئی پیچان نہیں ہوسکتا تھااس کو بائبل کے محققین نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں انھوں نے علمی خیانت سے کام لیا ہے۔اس حوالے سے مستشر قین کے افکار پر پی ایچ ڈی کی سطح پر 'مقامات بائبل پر مستشر قین کی اثری تحقیقات کا تنقیدی مطالعہ 'کے عنوان سے تحقیقی کی جاسکتی ہے۔



@ 2020 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (<a href="https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/">http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/</a>)